چراغِ نوا

مجموعۂ نعت

رئیس نعمانی

چراغِ نوا

مجموعۂ نعت

رئیس نعمانی

چراغ نوا

نعتیہ شاعری کا مجموعہ

شاعر : رئیس نعمانی

اشاعت اول : ۱۴۲۱ھ سنہ ۲۰۰۰ء

ناشرین : محمد راشد، محمد ارشد، محمد مرشد

اے۔۱۱۸/۴ لوکو کالونی (نئی آبادی) علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

کتابت : ابنِ سجاد

طباعت :

قیمت : تیس ۳۰ روپے

ملنے کا پتا :-

ایجوکیشنل بک ہاؤس، شمشاد مارکیٹ،
مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲

الفرقان بکڈپو،
۱۱۴/۳۱ نظیر آباد، لکھنؤ۔ ۲۲۶۰۱۸

دانش محل، امین الدولہ پارک،
امین آباد، لکھنؤ ۲۲۶۰۱۸

انتساب

والدِ مرحوم کے نام جن کی وفات پر ابھی صرف چار ماہ گزرے ہیں اور جن کے سانحۂ ارتحال کی تاریخ کو ان کے اِس غم نصیب بیٹے نے مندرجہ ذیل فارسی نظم کی شکل میں صدیوں کے لیے محفوظ کر دیا ہے :

زنگِ تلفن چہ می دہد خبرم؟ راستی، رفت از جہاں پدرم؟
آنکہ بودم چو شاہ، از یمنش رفت آن سایۂ ہما ز سرم؟
شد خمش لب کہ چند روزی بیش حرف می زد، مقابلِ نظرم؟
بستہ شد دیدہ ای کہ با صد مہر باز بودہ بہ چشم ورُوی وسرم؟
کرد اُفول آہ شمسِ منزلِ زیست؟ تیرہ گردید، ہمچو شب سحرم؟

بردم تا بہ کانپور تا بینم
تنِ مکفون وچہرۂ پدرم

آمدم ای پدر، بہ بالینت بادلِ خون شدہ وجانِ حزین
اندکی باز کن لب وچشمت از ملالم بپرس وحالم بین
بنگر صورتِ سیل کہ ہست چقدر از فراقِ تو غم گین
اشکِ خونین ز چشم می ریزند ہاجرہ، خوش لقا، سرِ بالین
ہمدمِ نیم قرنِ تست کہ دید مرگِ پورِ جوانِ پیش از این

بعد از رفتنت نمی دانم
یابد آرامشی بہ چہ آئین

ماه، ها رفت، بستری بودی — که نخورده سرِ زمین پایت
کردی آهنگِ این سفر، وآنهم — با چنین پای سست وبی طاقت
پدرا، ازچه چیز رنجیدی؟ — چه گران آمد است برطبعت؟
آری، آوازِ هاتفی شنوم — کای گرفتارِ محنت وکربت
هرکسی کآمد است در دنیا — می کند سوی خالقش رجعت

سخت گوش می کند چه کسی؟
پدرت، دی رسید در جنّت!

الوداع، الوداع، ای پدرم! — جان سپردی به خالقِ جانها
رستی زین فتنه گاهِ مکر وغرور — واگرفتی به خلدِ حق ماوی
ماه وتاریخ وسالِ رحلتِ تست — بعد از هجرتِ شفیعِ وری
بیست وشش زماهِ یازدهم[۹] — بیست برچار ده سده بالا[۱۰]
ای پدر، تاکه زنده هستم من — برلبِ من برای تست دعا

۲۶ ذیقعده ۱۴۲۰ھ
۳/۳/۲۰۰۰م

رحمتِ خاصِ خالقِ غفار
به روانِ تو تا ابد بادا

۱ـ دو سه روز پیش از وفات پدر به کانٹھ رفته وبا وی گفتگو داشته بودم

۲ـ پدرِ مرحوم "شمس الدین" نام داشت

۳ـ کانٹھ: قصبۂ معروفی از نواحی مرادآباد، استان اتر پردیش (هند) است

۴ـ برادر کوچک سراینده ۵ـ، ۶ـ خواهرانِ سراینده ۷ـ مادرِ پیر سراینده

۸ـ برادر سوم سراینده که درعین جوانی به سال ۱۴۰۵ھ در شانزدهم ذی الحجه براثر گزیدن مار رخت ازجهان بربست ۹ـ روز ۲۶ ماه ذی قعده

۱۰ـ سالِ هزار وچهار صد وبیست هجری

رئیس نعمانی

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیّ
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

فہرست مشتملات

۱	انتساب	۳
۲	حرفِ ناگزیر	۷
۳	لا اِلٰہ الا اللّٰہ	۱۷
۴	بارگاہِ الٰہی میں	۱۸
۵	حدیثِ غم	۲۰
۶	کاش!	۲۱
۷	ایمان کا تقاضا	۲۲
۸	مایۂ صد فخر	۲۳
۹	دنیا و دیں	۲۴
۱۰	فرستادۂ اِلٰہ	۲۵
۱۱	قرینے کی باتیں	۲۶
۱۲	روشنی	۲۷
۱۳	درودوں کا سلسلہ	۲۸
۱۴	بابِ اثر	۲۹
۱۵	لبِ لا اِلٰہ گو	۳۰
۱۶	دیکھیے	۳۲
۱۷	نگہِ انتظار	۳۴
۱۸	سلام	۳۶
۱۹	قصیدۂ نعتیہ	۳۸
۲۰	منظوم ترجمۂ قصیدۂ بانت سعاد	۴۰
۲۱	حواشی	۵۵
۲۲	اختتامیہ	۶۲
۲۳	مراجع	۶۳
۲۴	قطعۂ تاریخ	۶۴

اللّٰھم صل علی محمد و علی آل محمد
و بارک وسلم بعدد کل شیئ
معلوم لک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ ناگزیر

آج سے ۲۷ سال پہلے دردؔ قریشی کلیٹروی مرحوم (متوفی ۱۸ر جنوری ۱۹۷۳ء) کی نعتوں اور اسلامی نظموں کے مجموعے "جمالِ مصطفیٰؐ" مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۷۳ء کے مقدمے میں اِس غلامِ غلامانِ رسولؐ نے لکھا تھا :

"ہر زبان اور ہر انداز کی شاعری میں علی الترتیب یہ تین عناصر ہوتے ہیں : تخییل ، فن ، نظریہ مگر نعتیہ شاعری میں یہ ترتیب اس طرح قائم رکھنا ہوتی ہے : نظریہ ، فن ، تخییل۔ یعنی ، تمام اصناف شاعری میں جو چیز آخری درجے پر ہوتی ہے ، نعتیہ شاعری میں اوّلین اہمیت اسی کو حاصل ہوتی ہے۔ عقائد و نظریات کی ذرا سی بھی نادرستی، آداب میں ادنیٰ سی بھی کوتاہی نعت گو کے "نغمۂ انبساط" کو "نالۂ حسرت" میں تبدیل کر سکتی ہے۔

عقیدہ و خیال کی درستی کے بعد ، فن (زبان و بیان کے اصول اور محاسن کلام) سے واقفیت کی شرط پائی جانے کے بعد ہی شاعرانہ تخییل اور نکتہ پردازی سے فائدہ اٹھا کر نعتیہ شاعری کا حق ادا کیا جا سکتا ہے۔ نظریہ ، فن اور تخییل کی اسی ترتیب کو ختم کر دینے یا بدل دینے سے شعراءؔ "فی کل وادٍ یھیمون" کی کیفیتِ مذمومہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔"

الفاظ کا کوئی سانچا موجود نہیں ہے کہ جس میں اپنے اس ذہنی کرب کو ڈھال سکوں جو میرے مطالعات کی طویل مدت میں میرے احساس و ادراک کے لیے ایک نشتر بنا رہا اور

اب بھی بنا ہوا ہے۔ گذشتہ تیس سال کے عرصے میں نعتیہ شاعری کے چھوٹے بڑے بے شمار مجموعے نظر سے گزرے، مگر ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو اسلامیات کے ایک سچے، غیر جانب دار اور باہوش طالب علم کے ادراک و احساس کو مجروح نہ کرتا ہو۔

کتنی عجیب بات ہے کہ جس رسول برحقؐ کی تعریف و توصیف سے زبان و قلم کی عزت بڑھائی جاتی ہے "عشق و عقیدت" کے نام پر اسی کے پیغام و تعلیمات کی بیخ کنی و بے حرمتی کی جاتی ہے۔ اور "الفاظ و جذبات فروشی" کے اس بازار میں جاہل تو جاہل بڑے بڑے عالموں کے جیب و دامن بھی: توحید خالص کے شعور، خالق و مخلوق کے امتیاز، عبد و معبود کے فرقِ مراتب اور اُنس و محبّت کے صحیح اسلامی تصوّر و تعبیر سے خالی ہیں!

سطور بالا میں نقل شدہ اقتباس کے آخر میں قرآن پاک کی سورۃ الشعراء رکوع ۱۱ کی ایک آیت کا ایک حصّہ (فی کل واد یھیمون) درج ہے جس میں خالق کائنات نے شاعروں کی ذہنی گمراہی اور فکری آوارگی کی صفت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے فوراً بعد ہی جو آیت قرآن پاک میں ہے اس میں شاعروں کے قول و فعل کے تضاد پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کی عدم مطابقت کا بیان ہے (وانھم یقولون مالا یفعلون)۔ مثال ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ نعتیہ شاعری اور شاعروں پر تعارفی یا تنقیدی مضمون اور کتابیں لکھنے والے وہ تمام اہل قلم جنھوں نے اپنے دینی شعور کا بھی مظاہرہ کرنے کی کوشش کی ہے، تقریباً سبھی نے عرفی شیرازی کے یہ دو شعر ضرور پڑھوائے ہیں:

عرفی مشتاب، این رہِ نعت است نہ صحراست
آہستہ کہ رہ بردمِ تیغ است قلم را

ہشدار کہ نتوان بہ یک آہنگ سرودن
نعتِ شہ کونینؐ و مدیحِ کی و جم را

یہ عرفی کے اس قصیدے کے ۳۴ - ۳۵ نمبر کے شعر ہیں جو اس مطلع سے شروع ہوتا ہے:

اقبالِ کرم می گزدار بابِ ھمم را   ھمت نخورد نیشترِ لا و نعم را

یہ قصیدہ "قصائدِ عرفی" (مطبوعہ نولکشور، لکھنؤ، ۱۹۶۶ء) کے ص ۳ تا ۵ پر درج ہے اور کل ۴۰ شعروں پر مشتمل ہے۔ لیکن، اسی کتاب کے ص ۷ تا ۹ پر (یعنی صرف ایک ورق کے بعد) اسی انداز کا ایک قصیدہ خانخاناں کی مدح میں بھی موجود ہے جس کا مطلع یوں ہے:

ای داشتہ در سایۂ ہم تیغ و قلم را
وی ساختہ دیرایۂ ہم فضل و کرم را

اور یہ قصیدہ پہلے قصیدے سے بڑا یعنی ۵۳ شعروں پر مشتمل ہے۔

۲۔ علامہ اقبال کے متعلق مشہور ہے کہ ان کے والد نے ان کو یہ ہدایت کی تھی کہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت یہ تصور کیا کرو کہ گویا یہ تمہارے ہی اوپر نازل ہو رہا ہے۔ لیکن۔ یہی علامہ اقبال جب نعت کہنا شروع کرتے ہیں تو ساری قرآنی تعلیمات اور توحید و رسالت کے سارے معیارات و امتیازات کو بالائے طاق رکھ کر اس طرح کے شعر بھی موزوں فرماتے ہیں:

نگاہ عاشق کی دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزمِ یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منھ کو چھپا چھپا کر

۳۔ عرفی ایران کا رہنے والا تھا اور علامہ اقبال اب پاکستانی ہو گئے۔ مگر خود ہمارے یوپی کے شہر بریلی میں احمد رضا نام کے ایک بڑے نامور خانصاحب ہو گزرے ہیں جن کا سال وفات ۱۳۴۰ھ (۱۹۲۱ء) ہے۔ خانصاحب تقریباً پانسو کتابوں کے مصنف بتائے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم فقیہہ اور مفتی تھے۔ موصوف نے اردو زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا ہے جو "کنز الایمان" کے نام سے چھپا ہے۔ یہ صاحب شاعر بھی تھے اور اردو زبان میں جو گنتی کے چند بڑے نعت گو شاعر مانے جاتے ہیں، ان کی پہلی صف میں ان کا نام بھی لکھا جاتا ہے۔ ہندو پاک کے بعض حلقوں میں ان کی نعتیں بڑے ذوق و شوق سے پڑھی اور گائی جاتی ہیں۔ ان کے دیوان کا نام "حدائق بخشش" ہے جس کے پہلے تین حصے ہوا کرتے تھے، کسی مصلحت کے تحت ان کے متعلقین و منتسبین نے تیسرا حصہ بازار سے غائب کر دیا ہے اور اب اس کے صرف دو ہی حصے چھپتے ہیں اور بازار میں

دستیاب ہیں۔ؔ اس کے سرورق پر اس طرح چھپا ہوا ہے۔

"امامِ اہلِ سنت مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت بریلوی
رضی اللہ عنہ کا نعتیہ کلام حدائق بخشش"

آئیے ان مجدد دین وملت کے "حدائق بخشش" کے گل بوٹوں کی بھی کچھ سیر ہو جائے:

یہ دیکھئے یہ اس کتاب کے حصہ دوم کا ص ۱۰۴ ہے اس پر یہ رباعی ملاحظہ فرمائیے:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ — بیجا سے ہے المنۃ للہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی — یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

اس دعوے ("قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی") کو ذہن میں رکھئے اور اب مجددِ بریلوی کے صرف چند شعر پڑھنے کی زحمت گورا فرمائیے:

۱۔ فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا، عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

۲۔ آسماں خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان
صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے؟ تیرا، تیرا
(حصہ اول ص۳)

۳۔ میری تقدیر بری ہے تو بھلی کر دے، کہ ہے
محو واثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا
(ح ۱، ص ۴)

۴۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا، تیرا
(ح ۱، ص ۴)

۵۔ ہے ملکِ خدا پہ جس کا قبضہ
میرا ہے وہ کامگار آقا
(ح ۱، ص ۱۴)

۶۔ وہی نورِ حق، وہی ظلِّ رب، ہے انھیں کا سب، ہے انھیں سے سب
نہیں اُن کی مِلک میں آسماں، کہ زمیں نہیں، کہ زماں نہیں

۷۔ وہی لامکاں کے مکیں ہوئے، سرِ عرش تخت نشین ہوئے
وہ نبی ہے جس کے یہ ہیں مکاں، وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

۸۔ سرِ عرش پر ہے تری گزر، دلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ تجھ پر عیاں نہیں

(ح ۱، ص ۶۶)

۹۔ واللہ وہ سن لیں گے، فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

(ح ۱، ص ۹۳)

۱۰۔ خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

(ح ۱، ص ۱۲۷)

۱۱۔ عالمِ علمِ دو عالم ہیں حضورؐ آپ سے کیا عرضِ حاجت کیجئے

(ح ۱، ص ۱۳۴)

۱۲۔ جن و بشر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ بارگاہ مالکِ جن و بشر کی ہے
۱۳۔ سب خشک و تر سلام کو حاضر ہیں السلام یہ جلوہ گاہ مالکِ ہر خشک و تر کی ہے

(ح ۱، ص ۱۴۲)

۱۴۔ عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

(حصہ دوم ص ۵۰)

۱۵۔ محبوب و محب کی مِلک ہے ایک کونین ہیں مالِ مصطفائی

(ح ۲، ص ۱۰۹)

ان اشعار کے معانی و مطالب کا اگر خلاصہ کیا جائے تو کچھ اس طرح ہوگا کہ:

۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، زمین، آسمان، عرش، فرش، ہر خشک و تر اور سب جن و بشر غرض کہ خدا کی ساری خدائی کے مالک اور حاکم ہیں (دیکھئے شعر ۱، ۲، ۴، ۵، ۶، ۷، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵)

۲۔ دونوں جہاں کے ہر خفی و جلی کا آپ کو علم ہے یعنی آپؐ عالم الغیب بھی ہیں (شعر ۸، ۱۰، ۱۱)

۳۔ آپؐ سب کی فریاد سنتے ہیں اور فریاد رسی فرماتے ہیں (شعر ۹)

۴۔ زمین اور آسمان آپؐ کے دستر خوان ہیں گویا ساری دنیا کو آپؐ ہی رزق دیتے ہیں۔ (شعر ۲)

۵۔ تقدیر کا بدلنا اور محو و اثبات کے دفتر (: لوح محفوظ) میں کتر بیوت کرنا بھی آپؐ کے اختیار میں ہے (شعر ۳)

خانصاحب کی پرواز خیال کا عالم آپ نے دیکھا۔ اب ذرا قرآن پاک کی چند آیات پر بھی نظر ڈال لیجئے:

۱۔ لہ ما فی السموات و ما فی الارض ؕ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ؕ

(سورہ بقرہ رکوع ۳۴)

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ کس کی مجال ہے کہ اس کے حکم کے بغیر اس سے کسی کی سفارش بھی کر سکے۔

۲۔ لیس لک من الامر شئی او یتوب علیھم او یعذبھم فانھم ظٰلمون

(آل عمران رکوع ۱۳)

آپؐ کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے۔ خدا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے اور چاہے تو عذاب میں مبتلا کرے کہ وہ ناحق پر ہیں۔

۳۔ قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ما شاء اللہ ؕ و لو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر ج و ما مسنی السوٓء

(الاعراف رکوع ۲۳)

آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اپنی ذات کے لیے بھی نفع نقصان کا کچھ اختیار نہیں ہے۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں عالم الغیب ہوتا تو اپنے لیے بہت سی خیر جمع کر لیتا اور کوئی بھی برائی مجھے چھو بھی نہیں سکتی تھی۔

۴۔ افانت تسمع الصم ولو کانوا لا یعقلون ۝ (یونس رکوع ۵)

کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں، خواہ وہ بے عقل ہوں؟

۵۔ افانت تھدی العمی ولو کانوا لا یبصرون ۝ (یونس رکوع ۵)

کیا آپ گمراہوں کو ہدایت دے سکتے ہیں اگرچہ وہ دیکھتے نہ ہوں؟

۶۔ ولا تقولن لشائ انی فاعل ذلک غدا ہ الا ان یشاء اللہ ز (الکہف رکوع ۴)

کسی بھی چیز کے بارے میں آپ ہرگز یہ نہ کہیئے کہ کل میں یہ کام کروں گا۔ مگر یہ کہ اگر اللہ چاہے۔

۷۔ قل لا یعلم من السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ ط (النمل رکوع ۵)

آپ کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب کا جاننے والا نہیں ہے۔

۸۔ انک لا تسمع الموتیٰ ولا تسمع الصم الدعاء (النمل رکوع ۶)

بے شک نہ مُردوں کو آپ کچھ سنا سکتے ہیں اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہیں۔

۹۔ وما انت بھٰدی العمی عن ضلالتھم ط (النمل رکوع ۶)

اور آپ راہ سے بھٹکے ہوئے اندھوں کو کچھ نہیں دکھا سکتے۔

۱۰۔ قل للہ الشفاعۃ جمیعا ط لہ ملک السمٰوٰت والارض ط (الزمر رکوع ۵)

آپ کہہ دیجئے کہ شفاعت کی اجازت دینے کے تمام اختیارات صرف خدا کو ہیں۔ آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک صرف وہی ہے۔

۱۱۔ لہ مقالید السمٰوٰت والارض ط (الزمر رکوع ۶)

آسمانوں اور زمین کی کنجیاں صرف اسی کے پاس ہیں۔

۱۲۔ ان اللہ یسمع من یشاء ج وما انت بمسمع من فی القبور ۝ (فاطر رکوع ۳)

اللہ جس کو چاہتا ہے سناتا ہے۔ آپ قبر والوں کو کچھ نہیں سنا سکتے ہیں۔

۱۳۔ یاایھاالنبی لم تحرم ما احل اللہ لک؟ (التحریم رکوع ۱)

اے نبی آپ اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہیں جس کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟

قرآن پاک کی ان آیات سے مندرجہ ذیل نکات واضح ہوتے ہیں:

۱۔ خالق کائنات نے رسول مکرمؐ کو افضل الانبیاء اور خاتم النبین بنایا اور ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ ؎ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

لیکن پوری دنیا کی ہدایت اور تبلیغ رسالت کی ذمہ داری سونپنے کے باوجود اپنی حاکمیت اور اپنی خدائی کے کسی ادنیٰ سے بھی معاملے میں اپنا شریک و سہیم نہیں بنایا اور قضا و قدر اور اپنی مخلوقات میں سے کسی کے بھی نفع و ضرر کے بارے میں آپ کو کوئی اختیار نہیں دیا ہے (دیکھئے آیت: ۱، ۲، ۱۱)

۲۔ خاص ہدایت و رہبری کے معاملے میں بھی ہدایت دینے کا کام خود اپنے اختیار میں رکھا اور آپؐ پر صرف تبلیغِ احکامِ رسالت کی ذمہ داری عائد کی ہے۔

(آیت: ۵، ۹)

۳۔ حد یہ ہے کہ آپؐ کو یہ قوت بھی نہیں دی گئی کہ بہروں کو اپنی آواز ہی سنا سکیں یا اندھوں کو راہ دکھا سکیں۔ یہ سب امور بھی خدا نے اپنے ہی اختیار میں رکھے ہیں۔

(آیت: ۵، ۸، ۹، ۱۲)

۴۔ کسی کے حق میں شفاعت و سفارش کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم اور اجازت کی شرط لگادی ہے۔ بلا اذن و اجازت کسی کو کسی کی شفاعت کا اختیار نہیں دیا گیا۔[۹]

(آیت: ۱، ۱۰)

۵۔ خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا بھی حضورؐ کو مالک نہیں بنایا گیا، بلکہ آپ کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیا گیا کہ سارے نبیوں کے سردارؐ کو بھی اللہ نے یہ اختیار نہیں دیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بھی کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکے۔

(آیت: ۳)

۶۔ کسی چیز کے حرام حلال کرنے کا کوئی حق یا اختیار آپؐ کو نہیں دیا گیا۔ (آیت: ۱۳)

۷۔ کسی کام کا دوسرے دن کرنے کا ارادہ کرنے کے بعد اس کو زبان پر لانے کے لیے، تاکید کے ساتھ یہ فرمایا گیا کہ "ان شاء اللہ" کی شرط ضروری ہے۔

(آیت : ۶)

۸۔ دو ٹوک الفاظ میں قرآن یہ اعلان کرتا ہے اور کراتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے۔ چاہے وہ کوئی عام انسان ہو اور چاہے تمام انبیاءؑ کے سردار ﷺ ہوں۔

(آیت : ۳، ۷)

یہاں خانصاحب کا دعویٰ ایک بار پھر یاد کیجیے (قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی) اور پھر غور فرمائیے کہ :

(الف) قرآن تو کہتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کو خود اپنی ذات کو بھی نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں دیا گیا، حلال کو حرام کرنے، کسی کو ہدایت دینے، بہروں کو اپنی آواز سنانے، اندھوں کو راہ دکھانے کی قدرت بھی آپ کو حاصل نہیں، خدا کی اجازت اور حکم کے بغیر کسی کی شفاعت کا بھی استحقاق آپ نہیں رکھتے، تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت خدا اور صرف خدا کی ہے، کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

مگر۔ خانصاحب فرماتے ہیں کہ زمین، آسمان، عرش، فرش، ہر خشک و تر، تمام جن و بشر بلکہ ساری خدائی کے مالک نبی کریم ﷺ ہیں۔

(ب) قرآن بار بار کہتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی بھی عالم الغیب نہیں ہے، یہی نہیں بلکہ خود رسول ﷺ سے قرآن یہ اعلان کراتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ پکار کر کہدو کہ "میں عالم الغیب نہیں ہوں"

مگر۔ خانصاحب کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کو دونوں جہاں کی ہر ظاہر اور چھپی شے کا علم (یعنی علم غیب) حاصل ہے، یہاں تک کہ انسانوں کے دل کی خواہشات کو بھی آپ بغیر بیان کیے ہی جان لیتے ہیں۔

(ج) قرآن کہتا ہے کہ پوری کائنات کا خالق، مالک اور رازق خدا اور صرف خدا ہے۔ تمام موجودات کی تمام ضرورتیں وہی پوری کرتا ہے اور وہی سبکو روزی دیتا ہے۔

مگر۔ خانصاحب زمین آسمان کی تمام چیزوں کا لٹانے والا ذات رسولؐ کو سمجھتے ہیں اور ملکِ خدا پر آپؐ کا قبضہ بتاتے ہیں۔

(د) قرآن کہتا ہے کہ قضا و قدر کے تمام امور صرف خدا کے اختیار میں ہیں اور تمام کائنات پر تصرف کا حق خدا کو اور صرف خدا کو ہے، کسی دوسرے کو مجال دم زدن نہیں۔

مگر۔ خانصاحب تقدیری معاملات میں رد و بدل کرنے کا حق بھی اپنی طرف سے حضورؐ کو دے رہے ہیں۔

اب

خانصاحب بریلوی کے بارے میں آپ خود غور کر کے اپنی رائے قائم کر لیجئے۔ اور بتایئے کہ "قرآن سے نعت گوئی سیکھنا" اسی کو کہتے ہیں کہ ہر بات قرآنی معانی و مفاہیم کے خلاف کہی جائے ؟-؟-؟

جب قرآن سے نعت گوئی سیکھنے کا دعویٰ کرنے والے اتنے بڑے عالم فقیہہ اور مفتی نے عشق رسولؐ کا بہانہ تراش کر، نعت رسولؐ کے نام پر ایسے ایسے گل کھلائے ہیں۔ تو کم اسلامیات سے نابلد اور جاہل شعراء سے کیسی نعتیہ شاعری کی توقع کی جا سکتی ہے ؟ اور میرے ذہنی کرب کا مداوا کون کر سکتا ہے ؟ (بریلوی صاحب کے پورے نعتیہ کلام کے جائزے کے لیے میری کتاب "نعتیہ شاعری کے سو مجموعے" کی اشاعت کا انتظار کیجئے)

آئندہ صفحات میں یہ خاکپائے غلامانِ نبیؐ اپنی مختلف اوقات و انداز میں کہی ہوئی چند نعتیں سپردِ قرطاس کر رہا ہے، اس درخواست کے ساتھ کہ پڑھنے والوں کو ان میں جہاں کہیں کوئی بات قرآن یا صحیح احادیث کے خلاف نظر آئے فوراً نشان دہی کرنے کی زحمت فرمائی جائے تاکہ دوسری اشاعت میں ترمیم و تصحیح کر دی جائے۔

تبصرے اور تنقید کے جملہ حقوق، اہل علم و نظر کے نام وقف کیے جاتے ہیں، مگر بشرطِ انصاف!!

رئیس احمد نعمانی

۲۸ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ
یکم جولائی ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ

کلیدِ رازِ جہاں لا الٰہ الا اللہ
متاعِ دیدہ وراں لا الٰہ الا اللہ
دلیلِ علم و یقیں، اعتبارِ فکر و نظر
شکستِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ
ثباتِ شوق، نشاطِ شعور، نورِ خیال
چراغِ منزلِ جاں لا الٰہ الا اللہ
وقارِ حرف و حکایت، جمالِ صوت و صدا
عیارِ لفظ و بیاں لا الٰہ الا اللہ
دلِ رئیس حریمِ تجلیاتِ جمال
جمالِ بزمِ جہاں لا الٰہ الا اللہ

بارگاہِ الٰہی میں

نہ آئے کیوں قلبِ مضطرب میں خیال یہ بار بار یارب!
ہر اک کو ہے کچھ سکوں میسر، میں مستقل بے قرار یارب!
جو دل کی حالت ہے کیا بتاؤں، ہے تنگ مجھ پر یہ رُبعِ مسکوںؔ
ہوا مخالف، زمانہ برہم، فضا ہے ناسازگار یارب!
حوادثِ روز و شب نے اب تو کمر ہی ہمت کی توڑ دی ہے
نصیب آنکھوں کو خوابِ راحت، نہ دل کو صبر و قرار یارب!
بدل رہے ہیں خرد کے تیور، ہے انقلاب اک جہاں کے اندر
بشر کے دل کو بہ نامِ محشر، نہیں کوئی اعتبار یارب!
وہ بیتِ مقدس، حضورؐ کی سیرِ آسمانی کی پہلی منزل
یہودِ مردود کا تسلّط، وہاں ہے اب پائدار یارب!
حدودِ مصر و حجاز بھی ہیں، فرنگیوں کے فسوں کی زد میں
وہ پھوٹ جائے جو آنکھ غم سے نہ آج ہو اشکبار یارب!
قرآں پہ عامل رہا ہے جب تک، جہاں کا سرتاج و حکمراں تھا
ہٹا جو قرآں سے تو مسلماں، زمانے بھر میں ہے خوار یارب!
بہت زمانے سے دے رہا ہے زمانہ پیہم شکست اس کو
نجانے کن خوش خیالیوں میں ہے مسلمِ بے قرار یارب!

ہیں اپنے بیگانے سب کے لب پر ہماری ہی ذلتوں کے چرچے
نجانے ہے کونسی گھڑی کا ابھی ہمیں انتظار یارب!
بجا ہے جو کچھ کہے زمانہ کہ آج اسلام ہے فسانہ
بدل چکے ہیں، بگڑ چکے ہیں، ہمارے طرز و شعار یارب!
مگر تری شانِ لطف و رحمت، گوارا کرتی رہے یہ حالت
یقین آتا نہیں مجھے تو بہ حالِ ہوش و قرار یارب!
تری نوازش کا آسرا ہے، تری ہی رحمت پہ ہے بھروسا
اگرچہ عصیاں سے اپنا دامن ہے سو جگہ داغدار یارب!
تو ہی ہے خالق پیمبروں کا، جو تیرے بندے ہیں برگزیدہ
ترا ہی بندہ ہے یہ کمینہ رئیسِ خوار و نزار یارب!
اسے بھی توفیق دے الہی، چلے انھیں کی روش پہ یہ بھی
ہو جس سے دنیا بھی اس کی روشن اور آخرت خوشگوار یارب!

حدیثِ غم

یونہی کب تک الٰہی، دل کی امیدوں کا خوں ہوگا
کسی دن تو مداوای الٰہہائے دروں ہوگا
کبھی تو اضطرابِ شوق ہوگا کامگار آخر
سوادِ دشتِ طیبہ اور مراپائے جنوں ہوگا
پڑھوں گا نعت جاکر روبروئے روضۂ سرورؐ
دلِ شوریدہ کو حاصل اسی در پر سکوں ہوگا
فضا میں زیر و بم پیدا کریں گے غم زدہ نغمے
نہ کوئی بانسری ہوگی، نہ کوئی ارغنوں ہوگا
لبوں پر نعت، اشک آنکھوں میں، دل سرشارِ کیفیت
بہت ہی دور مجھ سے اس جہاں کا ہر فسوں ہوگا
سناؤں گا حدیثِ غم انھیںؐ اوّل سے آخر تک
بلا سے چشمِ گریاں سے رواں سیلابِ خوں ہوگا
گزرتی ہے جو ہندستان میں ایمان والوں پر
بیاں کرتے ہوئے اُنؐ سے کوئی ڈر مجھکو کیوں ہوگا
مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اُنؐ کا ماننے والا
ہٹے گا جو بھی اُنؐ کی راہ سے خوار و زبوں ہوگا
ہے فرمانِ الٰہی "انتم الاعلون" قرآں میں
بھلا "مومن" بھی دنیا میں کبھی یوں سرنگوں ہوگا
رئیس اُنؐ کی اطاعت ہی مدارِ کامیابی ہے
دگرنہ حرفِ بے معنی ہے: یوں ہوگا تو یوں ہوگا

کاش!

روبرو اُنؐ کے عیاں حالِ تمنّا ہوتا
کاش، چودہ سو برس پہلے میں پیدا ہوتا

کاش اس طرح سے ہوتا سفرِ زیست تمام
شام کعبے میں، مدینے میں سویرا ہوتا

خوش نصیبی، کہ ملی اُنؐ کی نبوّت سے ضیا
ورنہ دنیا میں اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا

آپؐ آتے نہ اگر رحمتِ عالم بن کر
کون کہہ سکتا ہے، احوالِ جہاں کیا ہوتا

کیوں اِسی ذکر پہ تاریخ کے لب سل جاتے؟
دونوں عالم میں اگر کوئی بھی اُنؐ سا ہوتا

کاش یوں عمر گزرتی مری طیبہ میں رئیس
روز و شب پیشِ نظر روضۂ آقا ہوتا

ایمان کا تقاضا

مدینے کا سفر ہو اور لبوں پر نعتِ سرورؐ ہو
کسی دن تو الٰہی سیدھ پر اپنا مقدّر ہو
کوئی تم ؐسا زمانے کی نگاہوں نے نہیں دیکھا
خدا کے بعد اے میرے نبیؐ، تم سب سے برتر ہو
غلاموں نے تمہارے جس کو قدموں سے کچل ڈالا
تمہارے نقشِ پا کے تاجِ کسریٰ کیوں برابر ہو
جو ہوتا سجدہ غیر اللہ کو جائز شریعت میں
دعا میری بھی ہوتی "آپ کا در ہو مرا سر ہو"
یہ ایماں کا تقاضا ہے، یہی غیرت کا منشا ہے
زباں پر حرفِ حق ہو، گو گلے پر نوکِ خنجر ہو
نہ چھوڑیں اسوۂ آقاؐ اگر ہم اُمتی اُنؐ کے
ہمارا حال کیوں دنیا میں سب قوموں سے بدتر ہو!
رئیسؔ اک آرزو ہے، خلد میں ایسی جگہ پاؤں
ہمیشہ سامنے آنکھوں کے انؐ کا روئے انور ہو

مایۂ صد فخر

ہوا کرتی ہے انؐ کا نام لے کر گفتگو کیا کیا!
میں حیراں ہوں، کہوں گا آخر انؐ کے روبرو کیا کیا!

مزاجِ نسلِ انساں جس نے بدلا ایک کلمے سے
مٹایا اک نظر سے امتیازِ ما و تو کیا کیا

زمانے کو دیا درس احترامِ آدمیّت کا
وگرنہ دہر میں ارزاں تھا انساں کا لہو کیا کیا

دل و جاں کو شعورِ معنوی کی روشنی بخشی
فریبِ ہوش و دانش تھی فضائے رنگ و بو کیا کیا

کسی سے بھی نہ پائی ایسی رونق بزم ہستی نے
ہوئے ہیں یوں تو ہونے کو جہاں میں ماہرو کیا کیا

نسیمِ خلد شاید گلشنِ طیبہ سے آتی ہے
فضا میں نکہتیں ہی نکہتیں ہیں چار سو کیا کیا

رئیسؔ انؐ کی غلامی مایۂ صد فخر ہے مجھ کو
مجھے کیا، کر رہے ہیں اہلِ دنیا جستجو کیا کیا

دنیا و دیں

یہ دنیا، اس کا کیا ہے؟ ہے! نہیں ہے! بشر کی دولتِ جاوید دیں ہے
اگر اُن ﷺ کے طریقے پر نہیں ہے نہ دنیا آدمی کی ہے نہ دیں ہے
اگر اُن ﷺ کی اطاعت، اپنا دیں ہے یہ دنیا کس لیے چیں بر جبیں ہے؟
جہاں کی رونقوں کی جان ہیں وہ ﷺ انھیں ﷺ کے فیض سے دنیا حسیں ہے
وہ ﷺ جن کا حسن، حسنِ حق کا پرتو وہ ﷺ جن کا خُلق، قرآنِ مبیں ہے
وہ دل، جس میں نہ ہو اُن ﷺ کی محبت اسے تم کچھ بھی کہہ لو، دل نہیں ہے
پرستارانِ حق، اُن ﷺ کی اطاعت خدا خواہی کی شرطِ اوّلیں ہے
خدا خلوت میں، محفل اپنے من کی یہ طرز، ان ﷺ کے غلاموں کا نہیں ہے
سنے دل سے کوئی تو ان ﷺ کی ہر بات کلیدِ بابِ ایمان و یقیں ہے
ہٹی ہے ان ﷺ کے نقشِ پا سے، پھر کیا؟ اگر انسانیت خوار و حزیں ہے
فلاح و امن کی خواہاں ہے دنیا؟ تو اس کا راستا بس ان ﷺ کا دیں ہے
وہ ﷺ جن کا نامِ نامی سب سے افضل وہ جن کا مرتبہ بھی برتریں ہے

وہ صورت ہو کہ ان ﷺ کی سیرتِ پاک
رئیس اک، اک سے بڑھ کر دل نشیں ہے

فرستادۂ الٰہ

روا نہیں کہ جہاں باں، جہاں پناہ کہو
رسولِ حق ﷺ کو فرستادۂ الٰہ کہو

یہ عزّ و جاہِ زمانہ، ہے سب فریبِ نگاہ
بس ان ﷺ کے در کی غلامی کو عزّ و جاہ کہو

بہشتِ اہلِ تمنّا، رہِ دیارِ حبیب ﷺ
درِ حبیب ﷺ کو دل کی قرار گاہ کہو

انھیں ﷺ کے نور کے پرتو سے ہے جہاں روشن
اگر کہو، تو انھیں ﷺ مرکزِ نگاہ کہو

جو ذرّے ان ﷺ کی عنایت سے سرفراز ہوئے
غلط نہیں جو انھیں رشکِ مہر و ماہ کہو

مری نگاہ سے دیکھو، جمالِ روئے حبیب ﷺ
مری نگاہ کو کونین در نگاہ کہو

بہ فیضِ پیرویِ شاہِ دیں ﷺ، بجا ہے رئیس
کہ میرے نقشِ قدم کو چراغِ راہ کہو

قرینے کی باتیں

نہ مرنے کی باتیں، نہ جینے کی باتیں
سکوں بخشِ جاں ہیں مدینے کی باتیں
خدا کی محبّت، نبیؐ کی اطاعت
یہی ہیں مسلماں کے جینے کی باتیں
مرا مال و دولت ہے انؐ کی غلامی
نہ کر مجھ سے ہمدم خزینے کی باتیں
ادب نا خدا ہے، عقیدت ہے لنگر
یہ ہیں میرے دل کے سفینے کی باتیں
گل و گلستاں، بلبلوں کو مبارک
مجھے بس ہیں انؐ کے پسینے کی باتیں
جو ہیں فیضیابِ ادب گاہِ طیبہ
وہی کرتے ہیں بس قرینے کی باتیں
کئے جا رئیس انؐ کی باتیں کئے جا
انھیںؐ کی تو باتیں ہیں جینے کی باتیں

روشنی

اُنؐ کا جمال، دیدۂ بینا کی روشنی
اُنؐ کا خیال، قلبِ مصفّا کی روشنی
انسانیت کے رتبۂ اعلیٰ کی روشنی
ہے جس جگہ بھی، ہے مرے آقاؐ کی روشنی
اس کی نظر میں جلوۂ مہتاب کیا جچے
دیکھی ہو جس نے اُس رخِ زیبا کی روشنی
خالق کی حمد، نعت رسولِ کریمؐ کی
ہے بس یہ قلبِ اہلِ تولاّ کی روشنی
اللہ اور رسولؐ کی الفت اور اتباع
دنیا کی روشنی، مری عقبیٰ کی روشنی
ظلمت گہِ جہاں میں ہے کافی مجھے رئیس
بس آپؐ ہی کے نقشِ کفِ پا کی روشنی

درودوں کا سلسلہ

کوئی بھی اپنا راستا رکھنا
سامنے انؐ کا نقشِ پا رکھنا

زیست کے ہر خطر میں پیشِ نظر
اُنؐ کی سیرت کا آئینہ رکھنا

پھر بتانا کہاں ہے انؐ کی مثال؟
چشم انصاف اپنی وا رکھنا!

اہلِ باطل سے کوئی خوف وہراس
نہ کسی حال میں ذرا رکھنا

ہاں، رسولِؐ خدا کی سنّت پر
جان دینے کا حوصلہ رکھنا

جو نہ ہو انؐ کے نام سے منسوب
ربط اُس زندگی سے کیا رکھنا

جانتے تھے فقط اُنھیں کے غلام
تاجِ کسریٰ کو زیرِ پا رکھنا

نہ ہو ذکرِ جہاں سے آلودہ
نہ زباں کو غزل سرا رکھنا

بعدِ حمدِ خدا، لبوں پہ رئیسؔ
بس درودوں کا سلسلہ رکھنا

بابِ اثر

کاش دل کی یہ دعا بابِ اثر تک پہنچے
یہ سیہ نامہ بھی سرکارؐ کے در تک پہنچے

خاکِ طیبہ! ترے ذرّوں سے عقیدت ہے مجھے
کس لیے میری نظر لعل و گہر تک پہنچے

انؐ کے قدموں کے نشاں اس سے بہت آگے ہیں
اہلِ سائنس تو بس سطحِ قمر تک پہنچے

راحتِ جاں ہیں مری: یادِ خدا، نعتِ رسولؐ
کاش اِس رات کا دامن نہ سحر تک پہنچے

اے ہَوا، یاد رہے تجھ کو وصیّت میری
خاک اڑ کر مری آقاؐ کے نگر تک پہنچے

کنہِ خالق کا سمجھنا تو کہاں ممکن تھا
کیا جہاں والے ابھی کنہِ بشر تک پہنچے؟

فقر ہی فخر ہے جب ان کے غلاموں کا رہیں
ہاتھ یہ کیوں کسی گنجینۂ زر تک پہنچے

لبِ لاالٰہ گو

لکھی جو کلکِ محبّت نے کائنات کی بات
بہرِ قلم تھی مکرّم انھیںؐ کی ذات کی بات
کس آفتاب شمائل کا لب پہ ذکر آیا
کہ لفظ لفظ ہے نور و تجلّیات کی بات
مری نظر ہے، مدینہ ہے، انؐ کا روضہ ہے
نہ پوچھ عالمِ کیفِ تصوّرات کی بات
انھیںؐ کا فیضِ نظر ہے کہ بزمِ عالم میں
نہ بڑھ سکی کبھی کعبے سے سومنات کی بات
عنایتوں کے بہت طور ہیں، دلِ مضطر!
غمِ حیات! نہ کر ہاں، غمِ حیات کی بات
وہ دے گئے ہیں مجھے مژدۂ حیاتِ دوامؐ
مجھے سناؤ نہ دنیائے بے ثبات کی بات
ادب! ادب! مری فکرِ سخن طراز کہ ہے
سکوتِ بزمِ وفا میں ہزار بات کی بات
کھلے گا، جب وہؐ نظر آئیں گے سرِ محشر
تخیّلات ہی تک تھی تخیّلات کی بات

زہے نصیب کہ مجھ ایسے بدعمل کی زباں
اور انؐ کے مرتبۂ جامع الصفات کی بات
گناہ گار ہوں، لیکن یقین رکھتا ہوں
کہ انؐ کے حسنِ شفاعت پہ ہے نجات کی بات
رفیقِ ہجرتِ سرورؐ، خلیفۂ اوّل رضؓ
عیارِ صدق و صداقت ہے جس کی ذات کی بات
وہ نجمِ ثانیِ رضؓ چرخِ خلافتِ عظمیٰ،
ہے لوحِ دہر پہ تابندہ جس کی بات کی بات
وہ عقدِ پرتو رحمت کا گوہرِ ثالث رضؓ
بلند کرگیا جاں دیکے جو حیات کی بات
وہ آفتاب رسالت کا پرتوِ رابع رضؓ
کتاب انس میں شرحِ تجلّیات کی بات
ہو علم و فضل کہ درویشی و جہانداری
ہے بات، بات میں اصحابِ رضؓ خوش صفات کی بات
نثار اُن کے لب لا الٰہ گو کے رئیس
زمانہ بھول گیا لات اور منات کی بات

دیکھئے

وہ صلعم نہیں ہیں آج، لیکن اُن صلعم کی سیرت دیکھئے
چشمِ بینا ہو تو انوارِ نبوّت دیکھئے
ایک ایک آیت کلام اللہ کی ہے معجزہ
اس طرح ہوتا ہے اثباتِ رسالت دیکھئے
آپ صلعم کی آمد سے پہلے، دیکھئے دنیا کا حال
انقلابِ بزمِ ہستی، بعدِ بعثت دیکھئے
اوّلین و آخریں کی خوبیاں، اک ذات صلعم میں
دل کا آئینہ اگر ہو بے کدورت، دیکھئے
"اِذ ھما فی الغار" اب تک ثبت ہے قرآن میں
حضرتِ صدیق رضہ کی شانِ رفاقت دیکھئے
فتحِ شام و مصر و ایران کا تصوّر کیجئے
اور پھر فاروق رضہ کا رعبِ خلافت دیکھئے
زیب دیتا ہے لقب جس کو کہ ذوالنورین رضہ کا
اس کی پیغمبر صلعم سے قربت اور قرابت دیکھئے

ہاں، وہی رضؓ کہیے مکرّر جس کو دامادِ رسولؐ
کس قدر مظلوم تھا وقتِ شہادت دیکھیے
دوسرے دامادِ پیغمبرؐ علیِ مرتضیٰ رضؓ
ان کے دورِ پر فتن میں حالِ امّت دیکھیے
کیں روافض نے جوان کے ساتھ ہیں غدّاریاں
ان کے پس منظر میں تاریخِ امامت دیکھیے
دیکھیے حسنین رضؓ کے کردار کی جانب رئیس
پھر انھیں رضؓ کے مرثیہ خوانوں کی سیرت دیکھیے

نغمہِ انتظار

آئے مَلک ولیؐ کو رشک ہمارے شعار پر
مٹ جائیں ہم جو دینِ نبیؐ کے وقار پر
طیبہ کی سمت بھیج رہا ہوں سلامِ شوق
احسان کر رہا ہوں نسیم بہار پر
صد گونہ مشکلوں میں گھرا، اور پُر سکون
کس کی نظر ہے اس دلِ آشفتہ کار پر
جو اُنؐ کے دیکھنے کو ہے محشر کی منتظر
رحمت خدا کی اُس نگہہِ انتظار پر!
لازم ہے پیکِ شوقؐ وہاں سر کے بل چلے
نقشِ قدم ہیں آپؐ کے جس رہگذار پر
جھڑتے رہیں زباں سے نعتِ نبیؐ کے پھول
یارب، رہے یہ باغ ہمیشہ بہار پر
قرآں میں کہا گیا "رنجیدہ دل نہ ہوؐ"
یہ لطفِ حق تھا آپؐ کے اک جاں نثارؓ پر

اک دلق پوش[22] صاحبِ ایمان[23] رض کے نام سے
طاری تھا لرزہ، سطوتِ روم و تتار پر

تھا کربلا سے بڑھ کے وہ ہنگامہ درد ناک
جب خوں گرا صحیفۂ پروردگار[24] پر

کہکر "امیر" جس سے صدا کی گئی دغا
خوں بار چشم فکر ہے اس سادہ کار[25] پر

کاش اس سے درسِ صدق و شہامت[26] بھی لے کوئی
آنسو بہائے جاتے ہیں جس کار راز[27] پر

محشر میں اتباعِ نبی ص کام آئے گا
نادان! کر غرور نہ آل و تبار[28] پر

نام نبی ص لبوں پہ، عمل مشرکوں کے سے
رو چشم عقل! ملتِ غفلت شعار پر

کیوں مومنوں کو دیکھ کے ہنستا ہے بت پرست؟
کر غور کچھ، "تغیرِ لیل و نہار" پر!

حق پر نگاہ رکھتے ہیں ہم اہلِ حق ہمیں
دشمن کا ڈر، نہ تکیہ کسی غم گسار پر

سلام

سلام اس پر جو وجہِ راحتِ آشوبِ دوراں ہے
سلام اس پر کہ جس کا ذکر تسکینِ دل وجاں ہے
سلام اس پر لقب ہے رحمۃ للعالمیں جس کا
سلام اس پر جو محشر میں شفیعِ اہلِ عصیاں ہے
سلام اس پر کہ جس کا ہر عمل ہے خُلقِ ربّانی
سلام اس پر کہ جس کی زندگی تفسیرِ قرآں ہے
سلام اس پر دیا درسِ اخوت جس نے عالم کو
سلام اس پر نظر میں جس کی ہر انساں یکساں ہے
سلام اس پر کہ جس کی ذات ہے فخرِ بنی آدم
سلام اس پر کہ جس کے فیض سے تکریمِ انساں ہے
سلام اس پر جو محوِ خوابِ راحت ہے مدینے میں
سلام اس پر کہ جس کی یاد سے بیدار ایماں ہے
سلام اس پر کہ جس پر ناز کرتی ہے نبوت بھی
سلام اس پر جو فخر و نازشِ جملہ رسولاں ہے

سلام اس پر ہوئی تکمیل جس پر دینِ فطرت کی
سلام اس پر ابد تک کی ہدایت جسکا فرماں ہے
سلام اس پر کہ جس کے حسن سے بزمِ جہاں روشن
سلام اس پر کہ جس کا حسن گویا نورِ[۲۹] یزداں ہے
سلام اس پر، اہانت کفر ہے، جس کی رسالت کی
سلام اس پر کہ جس کا ماننے والا مسلماں ہے
سلام اس پر وفاداروں سے ہے جس کے خدا راضی
سلام اس پر اطاعت جس کی معراجِ دل و جاں ہے
سلام اس پر کہ مرنا زندگی ہے جس کی الفت میں
سلام اس پر کہ جس کا غم، غمِ عالم کا درماں ہے
سلام اس پر، درود اس پر، قیامت میں دعا جس کی
رئیسِ بے نوا کی مغفرت کا ساز و ساماں ہے

قصیدۂ نعتیہ

کیجیے کیا شرحِ جذبات — ابتر ہیں دل کے حالات
نالہ ہے توہینِ وفا — اور گراں دل پر نغمات
شب کا عالم، آہ نہ پوچھ! — دن ہے اپنا، جیسے رات
ڈھونڈ رہی ہے اس کو نگاہ — جس کو نہ پائے چشمِ حیات
اللہ اللہ حسنِ خیال! — اللہ اللہ احساسات!
سامنے ہے بے پردہ کوئی — اور زباں پر دل کی بات
عمرِ ابد، بدلے میں نہ لوں — دے کر یہ فانی لمحات
ایما ہے: اشعار کہوں — یعنی نظم کروں جذبات
سچ تو یہ ہے، میں منظوم — کر سکتا ہوں ہر اک بات
لیکن، اے جانِ افکار! — کون سنے گا وہ نغمات
جن میں نہ ہوگا ذکرِ شراب — اور نہ زلف و لب کی بات
دل کی شکستوں کا احوال — نازِ نگاراں کے حالات

یہ سب افسانے ہیں، دوست ڈھونڈ نہ ان میں صدق وثبات
سننا ہے تو مجھ سے سُن قرآں کی سچّی آیات
سچ سے ہے توقیرِ حیات سچ میں انساں کی نجات
جان سے بڑھ کر ہے ایمان رب سے سچّی کس کی بات؟
ناممکن ہے حمدِ خدا لاکھ ہو ذکرِ ذات وصفات
نعتِ نبیؐ ہے دل کا سکون گو ہے یہ بھی مشکل بات
مخلوقات میں بے ہمتا ہے کوئی تو آپؐ کی ذات
ظلم وستم اور گمراہی دن میں تھی ہر جانب رات
آپؐ نے آکر دنیا کو سکھلائے آدابِ حیات
وحدتِ انساں، وحدتِ رب ہستی کے اطراف وجہات
کردیے باطل قرآں نے سب انسانی نظریات
لوگ خدا کو مان گئے بھول گئے سب لات ومنات
شائستہ افکار ہوئے ہو گئے پاکیزہ جذبات
بن گئے سب مردم آزار جاں باز اقدارِ حیات
چمکے جیسے ماہ و نجوم انسانی اخلاق و صفات
اپنے ہوں یا بیگانے سب پہ ہیں آپؐ کے احسانات
ہر ہر طور سے دنیا نے دیکھی پرکھی اک اک بات
تفسیرِ قرآنِ مبین آپؐ کے اخلاق و عادات
جینے کی ہر نیک روش ہے سرکارؐ ہی کی سوغات
روحِ نظامِ فکر وعمل آپؐ کی سیرت، آپؐ کی ذات
دنیا کی سب خیر و فلاح آپؐ کی طاعت کی برکات
القصّہ انساں کے لیے "اُسوۂ کامل" آپؐ کی ذات

نیل المراد

منظوم اردو ترجمہ قصیدۂ بانت سعاد

اس گناہ گار کی زندگی کا کتنا مقدس لمحہ تھا جب دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کے قصیدۂ بانت سعاد کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا جائے۔ یہ قصیدہ آج سے تقریباً چودہ سو بارہ (۱۴۱۲) سال پہلے لکھا گیا تھا اور اس وقت سے آج تک دنیا کے تمام عربی جاننے والوں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں میں مشہور و مقبول ہے، اور کیوں نہ ہو کہ اس میں اس ذات رفیع الدرجات کی مدح کی گئی ہے جس کے حق میں خود خالقِ کائنات نے فرمایا ہے کہ "ورفعنالک ذکرک"۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں اس قصیدے کے متعدد منثور و منظوم ترجمے کئے گئے اور شرحیں لکھی گئیں، لیکن اردو زبان میں بظاہر اب تک اس کا کوئی منظوم ترجمہ شائع نہیں ہوا ہے اور اللہ نے یہ سعادت اس سیہ کار کو نصیب فرمائی کہ پہلی بار اردو نظم کے قالب میں اس مکمل قصیدے کا ترجمہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائیوں کو ہدیۂ نگاہ کر رہا ہے۔

اس قصیدے کی اس سے بڑی اہمیت کیا ہوگی کہ یہ پوری دنیا کے محترم و مکرم ترین انسان کی نعت میں کہا گیا اور خود اس افصح العالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پڑھا گیا اور بعض بعض اشعار پر اس بلاغت آموزِ جہاںؐ نے تعریفی انداز میں شاعر کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ قصیدہ لکھنے والا اسی برگزیدہ جماعت کا ایک فرد ہے جس سے بہتر انسانوں کی جماعت انبیاء علیہم السلام کے بعد دنیا میں پیدا ہوئی ہے نہ ہوگی، اور سننے والے وہی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ یہی قصیدہ ہے جس کو سماعت فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشِ مبارک سے اپنی ردائے مقدس اتار کر بطورِ انعام حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائی تھی، جس کو حضرت

معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی محبت وعقیدت رسول ؐ کے جذبے کے تحت حضرت کعب رضؓ کی وفات کے بعد ان کے ورثہ سے خرید کر تبرک کے طور پر اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔

حضرت کعب بن زہیر رضؓ	اُردو ترجمہ
قصیدۂ بانت سعاد	**نیل المراد**

۱

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول
متیم اثرھا لم یفد مکبول

کہاں سعاد، ہیں بس راہ میں نقوشِ قدم اے
ہے قلبِ غم زدہ کس درجہ بیقرار نہ پوچھ
نہ پوچھ آج اسیرِ طلب کا حالِ زبوں
ہے کس بلا کی مصیبت فراقِ یار نہ پوچھ

۲

وما سعاد غداۃ البین اذ رحلوا
الا اغن غضیض الطرف مکحول

دم و داع وہ اس کا کلام جاں پرور
متاعِ گوش ہے وہ لحنِ نغمہ زا، ابتک
نظر میں، باہمہ اندازِ دل رُبا یا نہ
ہے اس کی نرگسِ بیمارِ سرمہ سا ابتک

۳

ھیفاء مقبلۃ عجزاء مدبرۃ
لا یشتکی قصر منھا ولا طول

کرشمہ سازیِ ذہنِ صنم تراش نہ پوچھ
نظر کے سامنے ہے جیسے وہ سراپا ناز
وہ عضو عضو، تناسب کی آئینہ داری
وہ اس کا قد کہ نہ کوتاہ اور نہ حد سے دراز

۴

تجلو عوارض ذی ظلم اذا ابتسمت
کانہ منھل بالراح معلول

وہ جاں نواز تبسم وہ دل ربا دنداں
کرے بوقتِ تبسم جب آشکارا کہیں

چمک ہو موتی سے بڑھ کر، ابھی ابھی جیسے
شرابِ ناب سے دھویا ہے بار بار انھیں

۵

شجت بذی شبم من ماء محنیة
صاف بابطح اضحی وهو مشمول

شراب جس میں ہو آمیزش آب صافی کی
وہ آب جو کہ تہِ جویبار سے نکلے
ہوں سنگریزے تہِ آب اور چاشت کے وقت
خنک کریں اسے بادِ شمال کے جھونکے

۶

تنفی الریاح القذی عنه وافرطه
من صوب ساریة بیض یعالیل

ہوائیں دور کریں اس کے سب خس و خاشاک
سحر کے ابر کی بارش سے جویبار بھرے
پھر اس کے آب میں مخلوط ہو وہ بادۂ ناب
جو اس کے دانتوں کو مانند برق چمکا دے

۷

أکرم بها خلة لو أنها صدقت
موعودها ولو أن النصح مقبول

بہت ہی صاحبِ لطف و کرم ہو وہ دلبر
گر اپنے وعدۂ دیرینہ کا کرے کچھ پاس
اور اپنے سر نہ لے الزام بے وفائی کا
ہو کاش میری نصیحت کا بھی اسے احساس

۸

لکنها خلة قد سیط من دمها
فجع وولع و إخلاف و تبدیل

مگر سرشت میں اس کی نہیں ہے یہ شامل
کہ اس کے دم سے وفا کا چراغ ہو روشن
ستانا اہلِ محبت کو اس کا شیوۂ خاص

فریب و وعدہ خلافی ہے اس کا جوہرِ فن

۹

فما تدوم علی حال تکون بہا
کما تلون فی أثوابہا الغول

نہیں ہے اس کی طبیعت میں کچھ قرار و ثبات
کہ ایک حال پہ قائم وہ رہ سکے دم بھر
مزاج غولِ بیاباں کی مثل ہے اس کا
بدلتا رہتا ہے جو لمحہ لمحہ شکلِ دگر

۱۰

ولا تمسک بالعہد الذی زعمت
الا کما تمسک الماء الغرابیل

نہیں ہے وعدہ و پیماں کا اعتبار اس کے
کہ اہلِ حسن کا شیوہ نہیں وفاداری
مثالِ عہدِ وفا کی جو اس کے سچ پوچھو
تو اس طرح سے ہے چھلنی میں جس طرح پانی

۱۱

فلا یغرنک مامنت وما وعدت
ان الأمانی والاحلام تضلیل

نہ کھا فریبِ تمنا، نہ دیکھ وصل کے خواب
کہ خواب و آرزو کرتے ہیں نفس کو گمراہ
ہے اہلِ حسن کا وعدہ تمام مکر و فریب
بھرے ہے ان کا گرفتار، زندگی بھر آہ

۱۲

کانت مواعید عرقوب لہا مثلا
وما مواعیدھا إلا الأباطیل

مثالِ وعدۂ عرقوب[۳۲] ان کے وعدے ہیں
جو مکر و وعدہ خلافی میں تھا بہت ماہر
ہمیشہ ہوتی ہے دل میں تو بات انکے کچھ اور
مگر اداؤں سے کرتے ہیں اور کچھ ظاہر

۱۳

أُرجو وآمل ان تدنو مودتها
وما إخال لدينا منك تنويل

یہ آرزو تھی کہ ہو جائے مجھ پہ وہ شیدا
ہوں ایک عرصے سے جس طرح میں فدا اس پر
مگر یہ وہم تھا، اور صرف وہم تھا میرا
کہ التفات و نوازش کس کی ہو گی اِدھر

۱۴

امست سعاد بارض لا يبلغها
الا العتاق النجيبات المراسيل

سعاد پہنچی ہے ایسی جگہ پہ شام کے وقت
جہاں کوئی بھی نہ پہنچا سکے بہ آسانی
سوا، ان اونٹوں کے، بے عیب جنکی ہوں نسلیں
جمال و تیز روی میں نہ جن کے ہوں ثانی

۱۵

ولن يبلغها إلا عذافرة
لها على الأين ارقال وتبغيل

وہ سرزمین، جہاں پہنچا نہیں سکے گا کوئی
سوا، ان اونٹوں کے جو ہوں قوی و سخت اقدام
وہ ناقہ جو کہ سفر خستگی[۲۳] کے حال میں بھی
رہے بہ جانبِ منزل ہمیشہ تیز خرام

۱۶

من كل نضاخة الذفری اذا عرقت
عرضتها طامس الأعلا مجهول

وہ ناقہ قوم میں اپنی جو سب سے ہو ممتاز
چلے جو تیز قدم بے نشان راہوں میں
عرق فشاں دمِ رفتار اس کے گوش و جبیں
ہو اس کے حوصلے کا امتحان راہوں میں

۱۷

ترمی الغیوب بعینی مفرد لهق
إذا توقدت الحزان والمیل

نگاہیں اس کی ہوں یوں جستجوئے منزل میں
تپے ہوں دھوپ سے جب کوہ و دشت و ریگستاں
کہ جس طرح کوئی جنگلی سفید رنگ کا بیل
بچھڑ کے گلے سے اس کے لیے ہو سرگرداں

۱۸

ضخم مقلدها عبل مقیدها
فی خلقها عن بنات الفحل تفضیل

وہ ناقہ، حسن ہے گردن کا فربہی جس کی
اور اسکے پاؤں بھی ہیں فربہی سے حسن پذیر
جو اپنی ساخت میں بہتر ہے سارے اونٹوں سے
شرف میں جس کے نہیں ہے کسی طرح تقصیر

۱۹

غلباء وجناء علکوم مذکرة
فی دفها سعة قدامها میل

بلند اس کی ہے گردن، کلاں ہیں رخسارے
ہے مثل نر کے توانا، اگرچہ مادہ ہے
وہ تیز بیں ہے، حضر ہو کہ ہو سفر، اس کی
حدِ نگاہ میں ہر اک نشانِ جادہ ہے

۲۰

وجلدها من اطوم ما یؤیسه
طلع بضاحیة المتنین مهزول

ہے سنگ[۳۴] پشت کی مانند اس کی پشت کی جلد[۳۵]
بہت ہی سخت، چمکدار اور بہت ہموار
کہ جس پہ چچڑی چمٹنے میں کامیاب نہ ہو
اگرچہ بھوک سے چچڑی کو ہو نہ صبر و قرار

۲۱

مثالِ کوہ بلند اور سخت اس کا بدن

حرف اخوها ابوها من مهجنة
وعمها خالها قوداء شمليل

دراز گردن و پشت اور تیز ہے رفتار
کہ اس کا باپ ہے بھائی، تو ہے چچا ماموں[36]
ہے جن سے اس کو بہائم[37] میں اعتبار و وقار

۲۲

يمشي القراد عليها ثم يزلقه
منها لبان واقراب زهاليل

بدن پر اس کے اگر چڑھتی ہے کبھی چچڑی
پھسل کے گرتی ہے فوراً زمین کے اوپر
کہ اس کے سینہ و پہلو ہیں اس قدر چکنے
جو ٹک سکے نہ کوئی شے بھی ان پہ سرتاسر

۲۳

عيرانة قذفت بالنحض عن عرض
مرفقها عن بنات الزور مفتول

ہے چال اس کی کسی جنگلی گورخر کی طرح
پھر اس پہ فربہی کا عجیب عالم ہے
ہے ہر طرف سے وہ پر گوشت اس طرح کہ جدا
ہمیشہ کہنیاں رہتی ہیں اس کی پہلو سے

۲۴

كانما فات عينيها ومذبحها
من خطمها ومن اللحيين برطيل

منہ اس کا ناک کے نتھنوں سے دونوں کانوں تک
کہ جیسے سانچے میں ڈھالا گیا ہو سنگِ دراز
اسی صفت سے ہے موصوف اس کی گردن بھی
مقامِ حلق سے کلوں تک ایک ہے انداز

۲۵

تمر مثل عسيب النخل ذا خصل

دُم اس کی ہلتی ہے اس طرح سے بوقتِ خرام
کہ شاخ خرمے کی جیسے ہوا کے جھونکوں سے

فی غارز لم تخونه الأحاليل

تھنوں کے حسن سے کھلواڑ کر رہی ہے وہ
سجی ہوئی ہے جو خود دل فریب بالوں سے

۲۶

قنواء حرتيها للبصير بها
عتق مبين و فی الخدين تسهيل

ہے ناک اس کی محدّب تو نرم ہیں رخسار
کشش ہے آنکھوں میں بھی چشم دیدہ ور کے لیے
اور اس کے کانوں کے مابین ایک تابشِ خاص
دلیلِ اصل ہے ہر صاحبِ بصر کے لیے

۲۷

تخدی علی يسرات وهی لاحقة
ذوابل مسّهن الأرض تحليل

ہیں ٹانگیں اس کی بہت نازک اور بہت ہی سبک
زمین پر جنھیں رکھتی ہے کم دمِ رفتار
مگر وہ ساری نزاکت کے باوجود اپنی
پہنچ ہی جاتی ہے منزل پہ مثلِ بادِ بہار

۲۸

سمر العجايات يترکن الحصی زيما
لم يقهن رؤس الاکم تنعيل

وہ پاؤں، پنڈلیاں جن کی ہیں سرخ گندم گوں
وہ جب چٹانوں پہ ہوتے ہیں گرم تیز روی
ہٹاتے جاتے ہیں قدموں سے سنگریزوں کو
کہ احتیاج نہیں ان کو نعل کوبی[۳۸] کی

۲۹

کأن أوب ذراعيها إذا عرقت
وقد تلفع بالقور العساقيل

کمال پاؤں کی گردش کا اس کے ہو ظاہر
تپش سے مہر[۳۹] کی جس دم پسینہ آتا ہو
پہاڑیاں نظر آئیں سراب کی مانند

پیاسا آدمی گرمی سے بو کھلاتا ہو

۳۰

یوما یظل به الحرباء مصطخدا
کان ضاحیه بالشمس معلول

زمین دھوپ سے جس روز خوب تپتی ہو
مثالِ آتشِ سوزاں ہو ریت کی حالت
چلے گر اس پہ، جھلس جائے آفتاب پرست بھی
مجال کیا کسی انسان کو ملے راحت

۳۱

و قال للقوم حادیهم وقد جعلت
ورق الجنادب یرکضن الحصی قیلوا

کہے یہ قوم سے ایسے میں ساربان ان کا
ہے دھوپ تیز، بھری دوپہر ہے، کچھ سو لو
کہ ٹڈیاں بھی تمازت میں اڑ نہیں پاتیں
تو سنگریزوں سے ٹکرا رہی ہیں پنجوں کو

۳۲

شد النهار ذراعا عیطل نصف
قامت فجاوبها نکد مثاکیل

اسی فضا میں ہیں پاؤں اس کے اس طرح جیسے
کسی ادھیڑ سی عورت کے لمبے لمبے ہاتھ
کہ جس کے بچے کئی مر چکے ہیں، اس غم میں
وہ مل کے روتی ہے ایسی ہی عورتوں کے ساتھ

۳۳

نواحة رخوة الضبعین لیس لها
لما نعی بکرها الناعون معقول

کسی نے جب سے سنائی ہے آ کے اس کو خبر
کہ تیرا لختِ جگر چل بسا ہے دنیا سے
نہیں ہے اس کو کسی حال میں بھی صبر و قرار
سراپا نوحہ و فریاد و آہ و زاری ہے

۳۴

تفری اللبان بکفیها و مدرعها
مشفق عن تراقیها رعابیل

وہ دونوں ہاتھوں سے مصروفِ سینہ کوبی ہے
ہوا ہے جس سے گریباں بھی تار تار اس کا
سکون کس طرح ہو سکتا ہے اسے حاصل
کہ لُٹ چکا سبھی سرمایۂ قرار اس کا

۳۵

تسعی الوشاۃ جنابیها و قولهم
انک یا ابن ابی سلمی لمقتول

اس اونٹنی کے دو جانب تھے دشمنوں کے گروہ
جو تیز دوڑتے جاتے تھے اور کہتے تھے
کہ تیرے قتل کا یثرب میں ہو چکا اعلان
خبر ہے کچھ؟ ابو سلمی کے خوش نوا پوتے[۴۲]!

۳۶

وقال کل خلیل کنت آمله
لا الهینک انی عنک مشغول

کلامِ سرورِ عالم ﷺ کی کیا کہوں تاثیر
کہ دشمنوں کو بھی جس پر یقینِ کامل تھا
ہر ایک دوست، تھی جس سے مجھے امیدِ وفا
وہ میرے سایے سے بھی دوریوں پہ مائل تھا

۳۷

فقلت خلوا سبیلی لا ابا لکم
فکل ما قدر الرحمن مفعول

یہ حال دیکھ کے میں نے کہا یہ لوگوں سے
کہ تم سبھی مرے رستے سے آج ہٹ جاؤ
میں جا رہا ہوں بہ سوئے مدینہ بے پروا
جو کچھ خدا نے مقدر کیا ہے ہونے دو

۳۸

کہ اس جہان میں پیدا ہوا ہے جو بھی کوئی

كل ابن انثى و ان طالت سلامته
يوما على آلة حدباء محمول

ہوا اس کی زندگی کچھ روز، یا کہ سالہا سال
ہر اک کا جانا ہے اک دن جنازہ گورستان
یہی ہے سب کا مقدر، یہی ہے سب کا مآل

۳۹

انبئت ان رسول الله اوعدنی
والعفو عند رسول الله مامول

خبر ملی ہے کہ مجھ کو ہلاک کرنے کی
ہوئی ہے عام اجازت، لبِ رسالتؐ سے
مگر، مرا دلِ امیدوار رکھتا ہے
امیدِ عفو و کرم، درگہِ نبوّتؐ سے

۴۰

لقد اتیت رسول الله معتذرا
والعذر عند رسول الله مقبول

بلاشک آج رسولِؐ خدا کی خدمت میں
میں لے کے آیا ہوں عذرِ خطا کا عزمِ صمیم
مجھے یقیں ہے، مری معذرت بھی ہوگی قبول
خدا گواہ کہ سرکارؐ ہیں رؤف و رحیم

۴۱

مهلا هداك الذی اعطاك نافلة ال
قرآن فیها مواعیظ و تفصیل

رسولِ پاکؐ، عطا کیجیے مجھے مہلت
خدا کی خاص ہدایت ہے آپ کو حاصل
کہ جس سے آپ کو قرآن سی کتاب ملی
نصیحت اور بیانات جس کے ہیں کامل

۴۲

لا تأخذنی باقوال الوشاة ولم

نہ باز پرس کریں مجھ سے آپ شاہِ رسلؐ
کسی بھی طرح مرے دشمنوں کے کہنے سے

اذنب و ان كثرت في الاقاويل

ہوئی نہ مجھ سے خطا ایسی شانِ اقدس میں
گھڑے گئے ہیں یہ جس کے بہت سے افسانے

۴۳

لقد اقوم مقاما لو يقوم به
ارى واسمع مالو يسمع الفيل

کھڑا ہوں آج میں ایسے مقام پر کہ جہاں
کھڑا ہو میری جگہ پر اگر کوئی ہاتھی
میں دیکھتا ہوں جو کچھ اور جو میں سنتا ہوں
وہی اسے بھی نظر آئے، اور سنے وہ بھی

۴۴

لظل يرعد الا ان يكون له
من الرسول باذن الله تنويل

مجھے یقین ہے کہ وہ بھی لرز لرز جائے
رسولِ پاکؐ کے پاکیزہ رعب و ہیبت سے
مگر کہ حکمِ خدا سے ملے اماں اس کو
رسولِ اکرمؐ و اعظمؐ کے لطف و رحمت سے

۴۵

حتى وضعت يميني لا انازعه
في كف ذي نقمات قيله القيل

یہ انتہا ہے کہ ادنیٰ منازعت کے بغیر
میں اپنے ہاتھ کو دیتا ہوں، ہاتھ میں انؐ کے
وہ جن کی شان ہے دنیا میں آج سب سے بلند
ہے قول، "قول" جو نکلے لبِ مبارک سے

۴۶

لذاك اهيب عندي اذ اكلمه
وقيل انك منسوب ومسئول

یہ اس لیے کہ ہوئی گفتگو جب آقاؐ سے
تو تھا بہت ہی میں ہیبت سے ان کی خوف زدہ
کہا گیا تھا کہ ہے کعب، تجھ پہ، وہ الزام

بجا ہے حال پہ تیرے اگر کریں گریہ

۴۷

من خادر من ليوث الاسد مسكنه
من بطن عثر غيل دونه غيل

مری نگاہ میں ہیبت تھی آپ کی بڑھ کر
اک ایسے شیر سے، شیروں کا شیر جس کو کہوں
وہ جس کی جائے سکونت ہو ایسے جنگل میں
گھنیرے پن میں جو ہو سارے جنگلوں سے فزوں

۴۸

يغدو فيلحم ضرغامين عيشهما
لحم من القوم معفور خراديل

وہ شیر جو کہ بوقتِ سحر شکار کرے
اور اپنے بچوں کو دے ان کی دل پسند غذا
غذا ہے جن کی کہ انساں کا تازہ تازہ گوشت
جو ریزہ ریزہ بساطِ زمین پر ہو پڑا

۴۹

اذا يساور قرنا لا يحل له
ان يترك القرن الا وهو مغلول

وہ شیرِ نر کہ جو حملہ بپھر کے کرتا ہے
خود اپنے جیسے ہی شیرِ نر و توانا پر
تو چھوڑتا نہیں ہرگز فریقِ ثانی کو
مگر شکست، شکست اور شکست ہی دے کر

۵۰

منه تظل سباع الجو ضامزة
ولا تمشي بواديه الاراجيل

وہ شیر جس کے ہراس اور رعب و دہشت سے
درندے دشت کے سب ہوں نحیف اور لاغر
شکاری کیسے ہی ماہرِ ہوں صید کرنے میں
ہے کس میں دم کہ جو وادی سے اسکی جائے گزر

۵۱

ولا يزال بواديه اخو ثقة
مطرح البز والدرسان ماكول

ہمیشہ ملتا ہے وادی میں اس کی کوئی شجاع
پڑا ہوا کسی کھائی ہوئی غذا کی طرح
زمین پر کہیں بکھرے ہیں اسلحہ جس کے
کہیں لباس پڑا ہے پھٹی رِدا کی طرح

۵۲

ان الرسول لنور يستضاء به
مهند من سيوف الله مسلول

ہے ایک نور بلا شک رسولؐ کی ہستی
جہاں میں جس سے سبھی کر رہے ہیں کسب ضیا
خدا کی تیغوں میں سے ایک تیغِ ہندی ہے
نیام سے جو چمکتی ہے اپنی ہو کے جدا

۵۳

فی عصبة من قريش قال قائلهم
ببطن مكة لما اسلموا زولوا

رسولؐ ماہِ ہدایت، قریش تھے ہالہ
ہوئی سعادتِ اسلام جب نصیب انھیں
کہا تھا ان میں سے یہ ایک کہنے والے نے [۴۳]
کہ مکہ چھوڑ کے ہجرت سوئے مدینہ کریں

۵۴

زالوا فمازال انكاس ولا كشف
عند اللقاء ولا ميل معازيل

تو شہر مکہ سے وہ ٹل گئے، [۴۴] مگر نہ ٹلا
کوئی بھی ان میں کا کفار کے مقابل سے
وہ چاہے کیسا ہی کمزور اور نہتا ہو
رہا ہے معرکہ آرا ہجومِ باطل سے

۵۵

شم العرانين ابطال لبوسهم

بلند و بالا ہیں وہ اونچی ناک والے ہیں
نہیں جواب زمانے میں جن کی جرأت کا

من نسج داوٗد فی الہیجا سرابیل

ہیں گویا پیرہنِ جنگ ان کا وہ زرہیں
کہ جن کو حضرتِ داؤدؑ نے بنایا تھا

۵۶

بیض سوابغ قد شکت لہا حلق
کانہا حلق القفعاء مجدول

وہ صاف زرہیں کہ ہیں رنگ جن کے تیز سفید
جو اپنی خوبیٔ صنعت سے ہیں درخشندہ
اور ان میں حلقے بھی ہیں جس طرح کہ قفعا میں[۴۵]
ہر ایک حلقہ ہے اک دوسرے سے پیوستہ

۵۷

لا یفرحون اذا نالت رماحہم
قوما ولیسوا مجازیعا اذا نیلوا

وہ ایسے لوگ ہیں جن کو نہ فخر ہو نہ خوشی
جب ان کے نیزے کسی قوم پر برستے ہیں
ہو اُن پہ وار تو فریاد بھی نہیں کرتے
کہ مرگ و زیست کے ختم ان پہ سب سلیقے ہیں

۵۸

یمشون مشی الجمال الزہر یعصمہم
ضرب اذا عرّد السود التنابیل

سفید اونٹوں کی مانند چلتے ہیں وہ لوگ
اور ان کی "ضرب" حفاظت کا کام کرتی ہے
فرار کرتے ہیں ان کے مقابلے سے جب
وہ جن کے چھوٹے ہیں قد اور شکل کالی ہے

۵۹

لا یقع الطعن الا فی نحورہم
وما لہم عن حیاض الموت تہلیل

انھیں کے سینے ہیں آماجگاہ نیزوں کی
کہ موت بھی نہیں کر سکتی ہے انھیں پسپا
وہ پیچھے ہٹتے نہیں موت کے مقابل سے
جری بناتا ہے جذبہ انھیں شہادت کا

حواشی
اور حوالے

۱۔ جمال مصطفےٰ (مقدمہ) ص ۱۰-۱۱

۲۔ سورۃ الشعراء، آخری رکوع

۳۔ محولہ کتاب میں اس جگہ لفظ "ویرانہ" چھپا ہے جو ظاہراً غلط ہے۔ اسکو "ویرایہ" ہونا چاہیئے۔

۴۔ کلام اقبال، ص ۴۴ (اسی مضمون کو (نعوذ باللہ منہ) ایک ظالم (آسی غازی پوری) نے یوں کھول کر نظم کیا ہے:

"وہی جو مستویِ عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا ہے مدینے میں مصطفےٰ ہو کر"

۵۔ نزہۃ الخواطر، ج ۸ ص ۴۰-۴۱

۶۔ پروفیسر رفیع الدین اشفاق نے اپنی کتاب "اردو میں نعتیہ شاعری" کے اندر کئی جگہ حصہ سوم کے حوالے دیئے ہیں اور "فہرستِ مآخذ" میں بھی اس کا نام اس طرح لکھا ہے:

"حدائق بخشش حصہ اول، دوم، سوم، مولانا احمد رضا خاں بریلوی"
(دیکھئے مذکورہ کتاب کا صفحہ ۶۷۹)

۷۔ میرے سامنے اس وقت رضوی کتاب گھر بھیونڈی' مہاراشٹر کا مطبوعہ نسخہ ہے۔

۸۔ قرآن میں تو رضی اللہ عنہم صرف صحابہ کرامؓ کے لیے آیا ہے۔ معلوم نہیں یہاں کس فارمولے کے تحت اس کو فِٹ کیا گیا ہے۔

۹۔ احادیث گواہ ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شفیق چچا ابو طالب کے لیے دعائے مغفرت کرنا چاہی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بھی اجازت نہیں دی۔

۱۰۔ خانصاحب بریلوی کے تمام دعوؤں اور پھر ان کی ذہنی قلابازیوں کا منبیٰ اگر آپ تلاش کریں تو تمام غور و فکر کا نتیجہ صرف یہ نکلے گا کہ:

(الف) اپنے تمام تر علم و فضل اور وسیع معلومات کے باوصف خانصاحب کو پوری زندگی میں کبھی "توحید خالص" کا شعور نصیب نہیں ہوا۔

(ب) اس مجدد دین و ملّت نے خدا اور رسولؐ کی محبت کو عام انسانوں اور بازاری لوگوں کے "معاشقے" پر قیاس کر لیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خانصاحب ہرگز یہ نہ کہتے کہ:

"میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
اور محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا"

۱۱۔ دنیا

۱۲۔ یعنی معراج کا سفر

۱۳۔ آیت قرآنی: وانتم الاعلون ان کنتم مومنین (تمہیں سربلندی حاصل کرو گے بشرطیکہ تم مومنِ خالص بن جاؤ)

۱۴۔ حفیظ جالندھری مرحوم کا مشہور سلام جو اکثر میلاد میں پڑھا جاتا ہے، اس کا ایک غیر محتاط مصرع ہے:

"ترا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو"

۱۵۔ یہاں گفتگو سے وہ تمام نعتیہ شاعری اور موضوع احادیث مراد ہیں جو بریلوی حضرات کی اندھی عقیدت اور شیعہ اور روافض کی تلبیس و منافقت کا سرمایۂ ایجاد ہیں۔

۱۶۔ "جہاں باں" اور "جہاں پناہ" جیسے الفاظ کا استعمال صرف خدا کے لیے ہونا چاہیے۔

غیر اللہ پر ان کا اطلاق درست نہیں، کیوں کہ اس میں شرک کا پہلو نمایاں ہے۔
صحابہؓ کی شان میں علامہ اقبال کا یہ مصرع بھی قطعاً احتیاط کے خلاف ہے:
"جہانگیر و جہاندار و جہاں بان و جہاں آرا"

۱۷۔ مؤمن کی اصل زندگی وہ ہوگی جو جنت میں ہوگی اور وہ دوامی زندگی ہوگی۔

۱۸۔ یہ قرآن پاک کی سورۂ توبہ کے رکوع ۶ کی اس آیت کا ایک ٹکڑا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے سفر ہجرت کے موقع پر اپنے رسولؐ کی مدد کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ جب کفار نے آنحضرتؐ کو تنگ کر کے مکہ سے جلا وطن کر دیا تھا تو دو آدمی تھے جو غار ثور میں موجود تھے ایک خود آنحضورؐ اور دوسرے حضرت ابوبکر صدیقؓ

۱۹۔ فرشتہ

۲۰۔ پیک: ایلچی، قاصد، ہرکارہ، سفیر

۲۱۔ "رنجیدہ دل نہ ہو" قرآن کی سورۂ توبہ کے چھٹے رکوع کی اس آیت کے ایک ٹکڑے کا ترجمہ ہے جس میں سفر ہجرت کے موقع پر غار ثور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان قرآنی الفاظ میں تسلی دی تھی کہ: لا تحزن ان اللّٰہ معنا (آپ غم نہ کیجیے اللہ ہمارے ساتھ ہے)

۲۲۔ دلق پوش: گدڑی پہنے والا

۲۳۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۲۴۔ صحیفۂ پروردگار، یعنی قرآن پاک۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت آپ کے خون کی چھینٹیں قرآن پاک کے اوراق پر بھی گری تھیں

۲۵۔ حضرت علی رضی اللہ مراد ہیں

۲۶۔ شہامت: دلیری، بہادری، طاقت، فراست

۲۷۔ واقعۂ کربلا: جو ایک معمولی سا واقعہ تھا اور رونے پیٹنے کی ایکٹنگ کرنے والوں نے رائی کو پہاڑ بنا کے چھوڑا

۲۸۔ خدا جانے یہ "اولاد پرستی" کا "مجوسی نظریہ" مسلمانوں کے ذہنوں میں کس طرح

جاگزیں ہو گیا!

۲۹۔ "نورِ یزداں" سے مراد، خدا کی ذات کا نور نہیں ہے جیسا کہ جہلا سمجھتے ہیں بلکہ نورِ یزداں میں تخلیقی اضافت ہے یعنی خدا کا پیدا کیا ہوا نور، اور یہی تخلیقی اضافت قرآنِ پاک کی اس آیت میں ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر "نور" کے لفظ سے کیا گیا ہے۔

۳۰۔ زہیر بن ابی سلمیٰ ربیعہ بن رباح المزنی متوفی گیارہ سال قبل ہجرت نبوی، زمانۂ جاہلیت کا شاعر اعظم اور ایک بہت خوش اخلاق اور نیک آدمی تھا۔ اس کا باپ، خالو، بہنیں، بیٹے سب کے سب شاعر تھے۔ اس کے باپ کا خالو بشامہ بن غدیر بھی اپنے وقت کا شاعر اعظم دانشمند اور فلسفی قسم کا انسان تھا، جس کی ذہانت، دانشمندی اور دور اندیشی مشہورِ زمانہ تھی۔ زہیر کا دیوان مع شرح کے مصر سے شائع ہو چکا ہے۔ عربی قصائد کے مشہور عالم مجموعہ "السبع المعلقات" میں زہیر کا ایک معروف قصیدہ شامل ہے جس کا مطلع یہ ہے:

امن ام اوفیٰ دمنۃ لم تکلم بحومانۃ الدراج فالمتثلم

حضرت کعب رضؓ اسی نامور باپ کے نامور بیٹے تھے، جن کو شاعری وراثت میں ملی تھی اور اپنے والد سے رموزِ فن سیکھے اور مشقِ سخن کی تھی۔ لیکن ان کے نام اور کلام کو حیاتِ دوام، قبولِ اسلام کی سعادت اور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کی برکت سے اور اسی قصیدے کی وساطت سے نصیب ہوئی جس کا ترجمہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس قصیدے کا مطلع "بانت سعاد" کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے اس لیے یہ قصیدہ بانت سعاد کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول
متیم اثرہا لم یفد مکبول

(عربی زبان میں کم از کم نوسو۹۰۰ قصیدے ایسے کہے گئے تھے جن کی ابتدا "بانت سعاد"

سے ہوتی تھی، جن کو آج کوئی جانتا بھی نہیں۔ یہ صرف رسول اکرمؐ کی نسبت کا فیض ہے کہ یہ قصیدہ آج بھی اللہ کے بہت سے مخلص بندوں اور شیدایانِ رسولؐ کا وردِ زبان ہے اور انشاء اللہ قیامت تک رہے گا) یہ مبارک قصیدہ جو آج سے تقریباً چودہ سو بارہ سال پہلے ۹ھ میں لکھا گیا، اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ زہیر بن ابی سلمیٰ کے دو بیٹے تھے، کعب اور بجیر اور یہ دونوں شاعر تھے۔ ان دونوں نے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر سنا اور دعوتِ اسلام کو دن دونی رات چوگنی ترقی کرتے ہوئے دیکھا تو ایک روز کعب نے بجیر کو مدینے بھیجا کہ آنحضرتؐ اور دین اسلام کے بارے میں صحیح اور مفصل اطلاعات خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر فراہم کرے اور واپس آکر بھائی کو بتائے لیکن بجیر کی آنکھیں جب دیدار رسولؐ سے روشن ہوئیں تو تقدیر کی خوش بختی نے قدموں میں زنجیر ڈال دی اور بجیر نے مشرف بہ اسلام ہوکر واپسی کی راہ سے رخ پھیر لیا۔

کعب کو جب بھائی کا احوال معلوم ہوا تو بہت ناگواری اور غصّے کے عالم میں اسلام اور اہل اسلام کے متعلق کچھ نازیبا اشعار لکھ کر بھائی کے پاس بھیجے اور دوبارہ آبائی دین پر واپس آنے کو کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کعب کے ہجو یہ اشعار سے سخت تکلیف پہنچی اور آپ نے اعلان کرا دیا کہ جو کوئی کعب کو جہاں پائے قتل کر دے۔ اب بجیر کو بھائی کے انجام کی فکر ہوئی اور انھوں نے شاعری کی زبان میں ہی ان کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہاری نجات صرف اسی میں ہے کہ اپنی تمام باتوں سے توبہ کرکے مسلمان ہو جاؤ اور حضور انورؐ کے پاس آکر اپنے قصور کی معافی مانگ لو، ورنہ پیغمبرؐ خدا نے تمہارا خون ہدر کر دیا ہے اور اب تمہارے لیے دنیا اور آخرت میں آپؐ کے دامنِ رحمت کے سوا کہیں کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ اس خط کا کوئی اثر کعب پر نہیں ہوا اور اپنی شاعری میں اسلام اور اہل اسلام کی مخالفت جاری رکھی۔ بجیر نے دوبارہ

خط لکھا کہ بھائی ابھی وقت ہے، حضور رحمۃ للعالمین ہیں تم آ کر معافی مانگ لو اور دین و دنیا کی صلاح و فلاح سے مالامال ہو جاؤ۔ ادھر کعب کا یہ حال تھا کہ عرب کا کوئی فرد یا قبیلہ ان کو پناہ دینے کو تیار نہ تھا اور موت سر پر منڈلانے لگی تھی کہ ایک رات کو خفیہ طور پر مدینہ پہنچ گئے اور فجر کی نماز کے وقت مسجد نبوی میں حاضر ہو کر حضور کے پاس بیٹھ کر اسلام قبول کر لیا۔ پھر حضورؐ سے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ اگر کعب بن زہیر مسلمان ہو کر آپ کے پاس آ کر پناہ مانگے تو کیا آپ معاف فرما دیں گے؟ رحمت عالمؐ نے فرمایا کہ نَعَمْ! کعبؓ نے بتایا کہ اے اللہ کے سچے رسولؐ کعب بن زہیر میں ہی ہوں۔ پھر اپنا یہ قصیدہ "بانت سعاد" پڑھ کر حضورؐ کو سنایا جو اپنی حق بیانی اور ادبی معیار کی وجہ سے ایک اعلیٰ درجے کا قصیدہ ہے۔ یہی قصیدہ ہے جس کو سن کر حضور اکرم و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر دوش مبارک سے اپنی چادر اتار کر حضرت کعبؓ کو اڑھائی تھی اور اسی وجہ سے یہ "قصیدہ بردہ" کے نام سے بھی مشہور ہے کیوں کہ "بردہ" عربی میں چادر کو کہتے ہیں۔ (یہ چادر حضرت معاویہؓ نے حضرت کعبؓ کی وفات کے بعد ان کے وارثین سے بیس ہزار دینار میں خریدی تھی جو خاندان بہ خاندان ترکی کی خلافت عثمانیہ تک پہنچی اور سنا ہے کہ ترکی کے کسی عجائب گھر میں آج بھی محفوظ ہے)

۳۱۔ سُعاد : شاعر کی فرضی محبوبہ کا نام ہے جس کے سہارے شاعر نے قدیم شعری روایت کے مطابق قصیدے کی تمہید اٹھائی ہے۔ (عربی زبان میں ایک ہزار کے قریب ایسے قصیدے لکھے گئے ہیں جن کی ابتدا میں سُعاد کا ذکر ہے گویا یہ عرب شعراء کی ایک مخصوص اصطلاح ہے)

۳۲۔ عُرقوب نام کا عرب میں ایک شخص گزرا ہے، جس کا نام وعدہ خلافی میں ضرب المثل کے طور پر بولا جاتا ہے۔ اس نے ایک بار اپنے بھائی کو کچھ کھجوریں دینے کا وعدہ کیا اور کہا تھا کہ جب کھجور کے درختوں میں شگوفے آ جائیں تو تم میرے

پاس آجانا۔ جب شگوفے آگئے تو اس نے کہا کہ جب کھجوریں نکل آئیں تب آنا۔ جب کھجوریں بھی نکل آئیں تو کہا کہ جب کھجوریں کچھ بڑی ہو جائیں تب آنا جب کھجوریں بڑی ہو گئیں تو کہا کہ جب کھجوریں پکنے لگیں تب آنا۔ جب کھجوریں پکنے لگیں تو کہا کہ جب خشک ہو جائیں تب آنا۔ اور جب کھجوریں خشک ہو گئیں تو راتوں رات توڑ کر اپنے قبضے میں کریں اور بھائی کو کچھ بھی نہیں دیا۔

۳۳۔ سفر خستگی : سفر کی وجہ سے عارض ہونے والی تکان

۳۴۔ سنگ پشت : کچھوا

۳۵۔ جلد : کھال

۳۶۔ یہ مضمون بہت ہی عجیب اور انسانوں کے بارے میں یقیناً نہایت شرمناک ہے۔ لیکن جانوروں اور مخصوصاً اونٹ کے سلسلے میں یہ بات اس کی خوبی، توانائی اور بڑائی سمجھی جاتی ہے کہ وہ اپنی نسل کی قریب ترین اونٹنی سے بارداری کے نتیجے میں وجود پذیر ہوا ہو۔

۳۷۔ بہائم : بہیمہ کی جمع : جانور، چوپایہ

۳۸۔ نعل کوبی : نعل ٹھونکنا، نعل جڑنا

۳۹۔ مہر : سورج

۴۰۔ آفتاب پرست : گرگٹ

۴۱۔ ایسی ہی عورتوں کے ساتھ یعنی جن کے اسی کی طرح کئی بچے مر چکے ہوں۔

۴۲۔ اصل عربی شعر میں " ابن ابی سلمیٰ " ہے جس کے معنی ہیں ابو سلمیٰ کا بیٹا۔ یہاں پر حضرت کعبؓ نے ضرورت شعری کی وجہ سے ابن زہیر کی جگہ ابن ابی سلمیٰ نظم کیا ہے، مراد خود حضرت کعبؓ ہیں جو ابو سلمیٰ کے پوتے تھے۔ اسی لیے ترجمے میں "پوتے"، ہی لکھا گیا ہے۔

۴۳۔ " ایک کہنے والے " سے مراد یہاں پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے نام اور مشورۂ ہجرت کی صراحت تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔

۴۴۔ ٹل گئے یعنی مصلحتاً اور بحکم خداوندی مکہ سے مدینہ کو ہجرت کر گئے، مگر میدانِ جہاد میں برابر اٹل رہے اور کفار و مشرکین کے چھکے چھڑاتے رہے۔

۴۵۔ قفعاً: ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے جس کی ڈنڈیوں میں انگوٹھی کی طرح کے حلقے ہوتے ہیں اور ان حلقوں کے کنارے ایک دوسرے میں پیوست ہوتے ہیں۔

اختتامیہ

گنتی کی چند نعتیں اس کتاب میں شامل ہیں، جن کے متعلق بہت کچھ کہا اور لکھا جا سکتا ہے۔ اور کہنے اور لکھنے والے کہیں گے اور لکھیں گے۔ میں یہاں پر صرف یہ عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ: اُردو کی نعتیہ شاعری کی تاریخ میں یہ نعتیں غالباً پہلا نمونہ ہیں جن میں ذات نبویؐ کا احترامِ واقعی ملحوظ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

- ○ عشق، عاشق، معشوق جیسے مردود و معیوب الفاظ کو کسی شعر میں استعمال نہیں کیا گیا ہے۔
- ○ سید الانبیاءؐ کی شان میں، خانِ بریلوی کی طرح کہیں "تو تڑاق" سے بات نہیں کہی گئی ہے۔
- ○ حضور انور افضل البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بھی احتراماً عبارت میں نہیں لایا گیا ہے اور ضمائر و صفات کے ذریعے بات کہی گئی ہے۔
- ○ البتہ، رسولؐ کو رسولؐ کے مرتبے پر رکھا گیا ہے اور اکثر نعت گویوں کی طرح خدا و رسولؐ کے امتیاز کو بالائے طاق رکھ کر جاہلانہ عقیدت اور ہندوانہ بھجن خوانی کے مظاہرے سے بھی زبانِ قلم کو آلودہ نہیں ہونے دیا گیا ہے۔

رئیس احمد نعمانی

یکم ربیع الثانی ۱۴۲۱ھ

۴/۷/۲۰۰۰ء

مراجع

١۔ القرآن الکریم

٢۔ اُردو میں نعتیہ شاعری، ڈاکٹر رفیع الدین اشفاق، اردو اکیڈمی سندھ، کراچی (پاکستان) ١٩٧٦ء

٣۔ جمالِ مصطفیٰؐ، دردؔ قریشی، مرتبہ رئیسؔ نعمانی، علمستان، لکھنؤ، ١٩٧٢ء

٤۔ حدائقِ بخشش، احمد رضا خاں بریلوی، رضوی کتاب گھر، غیبی نگر بھیونڈی (مہاراشٹر) ١٩٨٥ء

٥۔ سرور العباد شرحِ قصیدہ بانت سعاد، مولوی محمد نذیر رامپوری، نولکشور، لکھنؤ، ١٩٧٥ء

٦۔ شرح ابن ہشام علی قصیدۃ بانت سعاد، ابنائے مولوی محمد بن غلام رسول السورتی، بمبئی (بدونِ تاریخ)

٧۔ عربی ادب کی تاریخ ج ٢، عبد الحلیم ندوی، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی ١٩٨٩ء۔

٨۔ قصائدِ عرفی، عرفیؔ شیرازی، مطبع تیج کمار، لکھنؤ، ١٩٦٦ء

٩۔ کلامِ اقبال، مرتبہ نظمی صدیقی، مشورہ بکڈپو، رام نگر، گاندھی نگر، دہلی (تاریخ ندارد)

١٠۔ نزھتہ الخواطر ج ٥، مولوی عبد الحی حسنی، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد۔ ١٩٧٠ء

قطعۂ تاریخ چاپ اوّل چراغ نوا

برگہای خجستہ ای کہ کنون — نام مجموعِ آن "چراغ نوا"ست
روشنی بخشِ چشم اہلِ نظر — قوّتِ قلبِ اہلِ صدق و صفاست
زانکہ حاوی شعرہای در — نعتہای رسولِ پاکِ خداست
آنکہ ذکرش بلند در عالم — چارسو از زمین تا بہ سماست
وآنکہ تا حشر در رہِ ایمان — اِنس و جن را یگانہ رہنماست
بہر تاریخ چاپ این اوراق — کہ بہ مدحِ شفیعِ روزِ جزاست
خواستم، مشورت کنم امروز — با خیالم کہ آسمان پیماست

"والقلم" خواند و گفت ہاتفِ غیب:
از چہل "ن" سالِ آن پیداست

۲۰۰۰ ـــــ ۴۰×۵۰ = ن

ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی کی چند مطبوعہ تالیفات

(الف) فارسی :

۱. براتِ معنی

طبع زاد فارسی غزلوں کا مجموعہ جو ۱۹۷۸ء میں علمستان، لکھنؤ کی طرف سے شائع ہو کر، ایرانی شعر شناسوں سے بھی داد حاصل کر چکا ہے۔

۲. حدیثِ حیات

شگفتہ فارسی زبان میں لکھا ہوا معاصر ہندوستانی فارسی گو شعرا کا مختصر، مگر مستند و معتبر تذکرہ، جسکو پرشین اکاڈمی لکھنؤ نے ۱۹۷۹ء میں شائع کیا۔

۳. نِصابِ فارسی (بخش پنجم)

جدید فارسی نثر کا انتخاب جو روہیلکھنڈ، کرناٹک اور مدراس یونیورسٹیوں کے بی۔اے سال سوم میں زیر تدریس ہے۔ ۱۹۸۰ء میں شہناز پبلیکشنز بریلی کی طرف سے اشاعت پذیر ہوا۔

۴. نِصابِ فارسی (بخش ششم)

معاصر ہند فارسی شاعری کا منتخب مجموعہ جو ۱۹۸۰ء میں شہناز پبلیکشنز بریلی کی طرف سے شائع ہوا، اور دانشگاہ روہیلکھنڈ، کرناٹک و مدراس کے بی۔اے سال سوم میں زیر تدریس ہے۔

۵. آئینۂ حیرت

احمد حسین سحر کاکوروی متوفی ۱۲۸۹ھ کے تذکرۂ شاعرات فارسی کا تنقیدی تحقیقی متن، جس کے مفصل حواشی و تعلیقات میں فارسی ادب کے موجودہ اور آئندہ محققین کے لیے وافر سامانِ بصیرت موجود ہے۔ اس کتاب کو ۱۹۹۲ء میں خدابخش لائبریری، پٹنا نے شائع کیا ہے۔

(ب) اردو :

۶. جمالِ مصطفےٰ

وردؔ قریشی مرحوم (متوفی ۱۹۷۳ء) کی اردو نعتوں اور اسلامی نظموں کا مختصر مجموعہ جو کامل تصحیح اور ایک عالمانہ مقدمے کے ساتھ مرتب کیا گیا اور علمستان، لکھنؤ سے ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا۔

۷. ریاضِ عقیدت

شعرائے ہند و پاک کی اردو نعتوں کا ایک معیاری انتخاب، ایک البیلی اور بامعنی ترتیب کے ساتھ جس کو ۱۹۷۹ء میں علمستان، لکھنؤ نے شائع کیا۔

CHIRAGH-E-NAVA

RAIS NOMANI

Published by :
Centre for Persian Studies, Aligarh